قربانی

از

راجه راجایان یمین السلطنته
هزاکسلنسی مہاراجه سرکشن پرشاد بہادر
صدراعظم باب حکومت سرکارعالی

مطبوعۂ دارالطبع سرکارعالی
حیدرآباد دکن

قربانی

قربانی

گاے کی قربانی کے متعلق جونہایت شرح وبسط کے ساتھ اخبارات میں مضامین شائع ہوے تھے چشم غور سے دیکھا۔ قربانی کے اصل مقصود پر بحث کرتے ہوئے اقتصادی نقطۂ نظر سے جن فرمانروایان سابق اور تاجداران حال کے احکام ممانعت قربانی گاو کے متعلق نظیراً طبع ہوے ہیں اور ہمارے ظل اللہ حال خسرودکن کا جریدہ اس بارۂ خاص میں جو طبع ہوا ہے اُسکا بھی اس میں ذکر موجود ہے۔ مجھے اس موقع پر اس امر کے اظہار کی ضرورت ہے کہ ہمارے اعلحضرت خلد اللہ ملکہ نے جس حکیمانہ اوردانشمندانہ طریقے سے قربانی گاو وشتر کے متعلق فرمان جاری

فرمایا ہے اُس کے متعلق مجھے اپنی معلومات اور تجربے کے لحاظ
سے اتنا کہنا ضروری ہے کہ یہ حکم حضرت اقدس واعلی کا صرف
بربنائے صدائے احتجاج ہنود یا کسی فرمانروا کی پیشقدمی کے
بعد تقلیداً جاری نہیں ہوا ہے بلکہ اعلحضرت مدظلہ العالی نے
کم سنی کے زمانہ سے فطرتاً گاو کے گوشت کو بطیب خاطر کبھی
پسند نہیں فرمایا صرف عید کے موقع پر سنت ابراہیمی کی تکمیل
بلحاظ ملت ومذہب کے واجب سمجھتے رہے۔ اسی لیے جہاں
دنبوں کی قربانی زیادہ تعداد میں ہوتی تھی اُس کے نظر کرتے
گائے اور اونٹ کی تعداد قربانی میں عشر عشیر بھی نہیں ہوتی تھی۔
علاوہ اس کے کہ ہمارے خسرو دکن مدظلہ اکثر اور بیشتر
جس طرح رعایائے ہنود کے دلی احساسات کو مطمع نظر رکھتے
آرہے ہیں یہ علاوہ فطرتی نعمت کے جو اللہ پاک نے آپ کی
طبع اقدس میں ودیعت فرمائی ہے۔ ارثاً منتقل ہوتی آئی ہے۔
اس موقع پر ایک واقعہ جو دراصل سیاسی درس ہے اپنے
جدامجد مہاراجہ نراندر بہادر مرحوم سے سنا تھا۔ یہاں زیب صفحات

قرطاس کرتا ہوں یعنی فقیر کے جد جو حضرت نواب ناصر الدولہ غفران مآب کے مورد الطاف شاہانہ تھے - اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت نواب ناصرالدولہ خسرو دکن جو آئین ملک کے لئے طبع آئینہ رکھتے تھے - اپنی ہندو رعایا کے ساتھ ایسی محبت سے برتاؤ کرتے تھے جیسا کہ مسلم رعایا کے ساتھ - غرض دونوں گروہ مخصوص پر نوازشات شاہی تھے - چنانچہ حضرت مرحوم و مغفور کو بھی گائے کے گوشت سے بالکل رغبت نہیں تھی اور جب کبھی عیدین کے موقع پر قربانی کی اجازت دیتے تو ان الفاظ میں کہ "سنت ابراہیمی اور حکم شرع محمدی ترک نہ ہونے پائے" اور یہ فرماتے "اس کے سوا اور کوئی غرض ہمارے پیش نظر نہیں ہے اگر ہے بھی تو یہی ہے کہ ہماری ہندو رعایا جو دوچند ہے مسلم رعایا سے انکی دلجوئی زیادہ تر ہم پر واجب ہے" صرف اسی پر اکتفا نہیں فرماتے تھے بلکہ ہولی کے موسم میں جبکہ قوم ہنود کے سربرآوردہ اور مختص لوگ پیشگاہ تاجدار دکن نواب ناصرالدولہ مرحوم مغفور میں رنگ پھاگن کا معہ دوسرے لوازمات

کے پیش کرتے تو حضور پر نور اپنا دستی رومال ایک کشتی میں مرحمت فرماتے تھے وہ فدائیان سلطنت نہایت مسرت وشادمانی کے ساتھ حاضر ہو کر اُسی دستی سے رومال پر رنگ چھڑک دیتے تھے بلکہ بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ ہنود نے بلحاظ آداب مذہب زعفران کا خالص رنگ پیش کیا تو آپ نے بہ مسرت اپنے فدائیوں کو حکم دیا کہ دو چار چھینٹے زعفرانی رنگ کے قبائے شاہی پر چھڑکے جائیں۔ چنانچہ اکثر ایسا ہی ہوتا تھا اور اس ذریعہ سے ہنود کی دلی اُمنگیں پوری ہوتی تھیں اور اپنا کعبہ مقصود سمجھکر نہایت شادمانی کے ساتھ اپنے آقائے دلنواز کے اطراف طواف کرتے تھے اور پیشگاہ شاہی سے یہ حکم ہوتا تھا کہ ہمارے سامنے سب ہنود پھاگ منائیں چنانچہ اس حکم جان نواز کے ملتے ہی اپنے سے بیخود ہو کر آپس میں رنگ پاشی کرتے تھے اور سب کو حسب مراتب انعام اور خاص خاص کو جوڑے بارگاہ خسروی سے مرحمت ہوا کرتے تھے۔ اور دربار سے سرخرو ہو کر اپنے اپنے گھروں کو جاتے تھے۔ قوم ہنود میں پوربیوں کو حضرت نواب ناصرالدولہ

خسرو دکن بہت چاہتے تھے اُن کا اتنا اعتبار اور اعتماد تھا اور حضرت کے دل میں اُن کے خلوص اور جاں نثاری کا ایسا سکہ جما ہوا تھا کہ تمام محلات شاہی کے زنانے دروازوں پر بجز پوربیوں کے اور کسی کے پہرے نہیں رہتے تھے الا ماشاء اللہ اور فرط نوازش سے یہ فرماتے تھے کہ راجپوت اور پوربی ملازم میرے بازو کے جوشن ہیں ان کا اعتماد میرے دل میں نقش نگیں ہے اور یہ وہ موتی ہیں جو ہر وقت دامن سے ٹکے ہوئے رہتے ہیں یعنی بڑے حاضر باش ہیں ۔ الغرض بادشاہ ملک و رعایا پرور کو یہ خاص رعایتیں جو ملحوظ خاطر تھیں ۔ ارشاً محبوب دکن حکیم السیاستہ اور حضرت کے بعد ہمارے حال ان داتا تک منتقل ہوتی چلی آرہی ہیں اور انشاء اللہ امید ہے کہ یہ سلسلہ آئندہ بھی بادشاہ اور رعایا کی محبت اور عقیدت کی زنجیر کا سلسلہ رہے گا ۔ محبوب دکن مرحوم و مغفور محلات شاہی کی بگھیوں کے ہمراہ راجپوت راٹھوروں کے سواروں کو دھنے بائیں رکھا کرتے تھے ۔ چنانچہ وہی شان بگھیوں کے ساتھ

اُن سواروں کی عثمان دکن مدظلہ کے محلات کی سواریوں میں بھی نظر آتی رہی۔

ہمارے محبوب دکن تاجدار رعیت پرور نے بھی گائے کے گوشت کی جانب کبھی رغبت نہیں فرمائی۔ اس فقیر کی وزارت کے زمانے میں برہمنوں کے ایک گروہ نے جن میں اکثر نجومی داخل تھے اور جن کا یہ خاص کام تھا کہ سالانہ حصول انعام اور اپنے مقاصد کی غرض سے زائچہ تمام سال کا بنا کر پیش کیا کرتے تھے۔ آپس میں اتفاق کیا کہ حضرت محبوب دکن کی اُن نوازشات کا جو قوم ہنود کے شامل احوال تھیں امتحان کریں۔ ایک عرضی پیش کی جس میں یہ عرض کیا گیا کہ اب کے سال چند نحس ستاروں کا اجماع ہوا ہے۔ اس کے ردیئے میں جہاں صدقے کی اور اشیاء کی فہرست مرتب کی تھی۔ اُن لوگوں نے اُس میں یہ بھی درج کرکے پیش کیا کہ گیارہ یا اکیس گائیں خیرات کی جائیں۔ اُس درخواست کو دیکھکر حضور متبسم ہوئے اور فرمایا کہ (کذب المنجمون

برب الکعبہ) اُس وقت اتفاق سے صاحب عالیشان کے دربار
کے موقع پر فقیر بھی حاضر تھا۔ اور راجہ مرلی منوہر آنجہانی جو
اُس وقت صدر محاسب تھے وہ بھی موجود تھے۔ ہم دونوں کی
طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ گائے کھانے والے کیا گائے کی
خیرات کرسکتے ہیں! چونکہ فقیر اس راز سے بالکل بیخبر تھا کہ
کس بناء پر ایسا ارشاد ہوا ہے اس لئے کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔
فقیر نے ادباً سر جھکا لیا۔ راجہ مرلی منوہر جو اس بھید سے خبر
رکھتے تھے اور بعض اوقات مراحم خسروانہ کے بھروسے پر کسی
موقع پر کچھ عرض بھی کر دیا کرتے تھے۔ اور سچ یہ ہے کہ اُنکی
نازبرداری بھی ہوتی تھی۔ اُنہوں نے دست بستہ عرض کیا کہ
جراح جہاں جراحی کرتا ہے وہاں مرہم بھی لگاتا ہے۔ حضور نے
تبسم فرما کر برہمنوں کی اُس درخواست کو راجہ موصوف کے
حوالے فرما دیا! اور حسب درخواست یہ حکم دیا کہ تاریخ مقررہ پر
گائیں حاضر رکھی جائیں۔ چنانچہ حسب الحکم گائیں حاضر
رکھی گئیں۔ اور ہر ایک گائے ایک ایک برہمن کو نقد رقم

مقررہ کے ساتھ مرحمت فرمانے کے لئے راجہ مرلی منوہر کو حکم ہوا۔ اُنہوں نے نیا بتاً اس کام کو انجام دیا۔ یعنی حضور کی جانب سے صدقہ دیا گیا۔

اُس دن یہ ارشاد ہوا کہ آج ہماری رعایا نے ہمارا امتحان لیا۔ ہم کو بھی اُن کی کیفیات قلبی کا احساس اور اُن کے مقاصد کی مراقبت سیاسی نظر سے ضروری ہے۔ اگرچہ ہم رغبت سے گائے کا گوشت نہیں کھاتے۔ مگر آج سے رعایا کی خاطر سے اُس کا کھانا بالکل ترک کر دیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور صحت کے ساتھ معلوم ہوا کہ اُس دل نواز تاجدار نے اُس تاریخ سے تا زندگی گائے کا گوشت تناول نہیں فرمایا۔ اُس موقع پر بعض علماء کے خیالات کا حضرت کو علم ہوا کہ گائے کی خیرات کرنے پر اُنکو اعتراض ہے۔ ارشاد ہوا کہ اُن سے کہدو کہ میں گروہ اہل سنت اور جماعت سے اور حنفی المذہب ہوں۔ اور مجھ سے زیادہ کوئی اپنے مذہب کا فدائی نہو سکیگا۔ میرا مذہب ہنود کا رشتہ زنار نہیں ہے کہ ذراسی ٹھیس سے ٹوٹ جائے۔ اسلام سمندر ہے۔ میرے ہادی

برحق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جبکہ اپنے پڑوسیونکے دلی جذبات اور حسیات قلبی کو بلاتعین قوم و مذہب ہمیشہ مدنظر فرمایا ہے تو میں اُن کا ایک ادنی اُمتی اور خادم ہو کر اپنی کئی لاکھ ہنود رعایا کی دل شکنی کو کسی طرح سے روا نہیں رکھ سکتا میرے لئے میرے نبی صاحب شریعت کی تعلیم کافی ہے اور سیاسی معاملات میں علماء کی توجیہ اور تاویل متعصبانہ دور از مصلحت ہے۔ حضرت محبوب دکن کی خدمت میں ہولی کا رنگ میرے اہل برادری نے پیش کرنیکی درخواست میرے ذریعہ سے پیش کی اور وہ منظور ہوئی رنگ قبول فرمایا سب کی نذریں ہوئیں۔ چنانچہ حال آقائے ولی نعمت نے بھی شروع مسند نشینی کے زمانے میں بمقام اورنگ آباد اس فقیر کے اُن اہل برادری کے معروضے کو جو اورنگ آباد کے رہنے والے تھے۔ رنگ پیش کرنے کے بارے میں منظور فرمایا تھا۔ جس کو فقیر نے اپنے معروضے کے ساتھ اس آئین ملک کے سرپرست سرتاج کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ تمام برادری کے معزز اشخاص متعلقہ اورنگ آباد نے رنگ

پیش کر کے نذریں گزراننے کی عزت حاصل کی تھی الغرض
ہمارے حضور پر نور پورے طور سے

میراث پدر خواہی علم پدر آموز

کا مصداق ہیں۔ اور اپنے فدائیان ملک اور رعایا کے احساسات قلبی کو ہمیشہ بطیب خاطر محسوس فرماتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فرقہ ہنود مسلمانوں سے زیادہ اظہار جاں نثاری اور فرماں برداری کے لئے ہر وقت مستعد رہتا ہے، شاہی اور فرمانروائی کی شان بھی یہی ہے ۔ الغرض نقلاً اور روایتاً ۔ اور بعض چشم دید خود ۔ اس فقیر کا ذاتی تجربہ ہے جو کچھ کہ بیان کیا ہے ۔ اس لئے فقیر شاد اپنے ذاتی تجربے کے لحاظ سے اور اپنے جد بزرگوار کے موثق ارشاد کے بھروسہ پر ضرور یہ عرض کریگا کہ حضور عالی (چشمش مرساد) بھی اپنے بزرگان سلف تاجداران دکن سے بمصداق الولد سر لابیہ اپنی پیاری رعیت کی مراعات میں سرمایۂ نازش و افتخار ہیں۔